گالی گلوچ اور بدزبانی

عبداللہ ناصر مدنی حفظہ اللہ

تقریظ: حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

سعد اکادمی

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

گالی گلوچ اور بدزبانی

چھپوا کر فری تقسیم کرنے کے لیے رابطہ

محمد عمران اقبال (ریسرچ فیلو دارالسلام لاہور)

0321-7500836

نام : گالی گلوچ اور بدزبانی

تالیف : عبداللہ ناصر مدنی

ناشر : حافظ نوید احمد

فہرست

عرض ناشر

اسلام ایک اجمل و اکمل دین ہے۔ اس نے شریفانہ زندگی بسر کرنے کے طریقے بتائے ہیں۔ زمانے اور زندگی کے ہر موڑ پر انسان کی رہنمائی کی ہے۔ اسلام نے اعلیٰ اخلاق اپنانے کی تعلیم دی ہے۔ اس لیے اسلامی اخلاق و کردار سے مزین شخص کبھی شریعت کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ البتہ بہ تقاضائے بشریت اس سے کبھی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو وہ فوراً توبہ کرتا ہے۔

اسلام نے زبان کی حفاظت کرنے کا خصوصی حکم دیا ہے۔ انسان کی زبان بظاہر ایک چھوٹا سا عضو ہے لیکن اسے صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو دنیا و آخرت کی سعادت مل جاتی ہے، اگر اس کا استعمال درست نہ ہو تو یہی زبان دنیا میں بھی تباہی و بربادی کا سبب بنتی ہے اور آخرت میں بھی اوندھے منہ جہنم کے شعلوں میں پھینک دیتی ہے۔ زبان ہی سے آدمی بے ہودہ گوئی کرتا ہے اور گالی بکتا ہے اس لیے زبان کو قابو میں رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بدزبانی کرنے اور بے ہودہ گوئی کرنے والوں کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ بدزبانی انسان کو عبرت کا نشان بنا دیتی ہے۔ فحش گفتگو اور دوسروں کے خلاف زبان درازی کرنا ایمان کی توہین ہے۔ گالم گلوچ وہ فتنہ ہے جو لوگوں کو کبیرہ گناہوں میں مبتلا کر کے قتل اور غارت گری تک پہنچا دیتا

ہے کیونکہ یہ ایک فطری بات ہے کہ کوئی شخص گالی برداشت نہیں کرتا۔ گالی چاہے مذاق میں دی جائے یا جانے بوجھے یہ فعل بد ہر حال میں مذموم ہے، اسی لیے اسلام نے اس سے سختی سے روکا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے لعن طعن کرنے کی ممانعت بھی فرمائی ہے کیونکہ ایک مسلمان کی نمایاں خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ کبھی کسی پر لعن طعن نہیں کرتا۔

گالی کسی عام انسان کو دی جائے یا خاص آدمی کو، جانوروں کو دی جائے یا بے جان چیزوں کو، زمانے کو گالی دی جائے یا حکمرانوں کو، وہ بہر حال گالی ہی ہے اور نہایت مذموم عمل ہے، اس لیے کسی کو بھی گالی دینا اور انھیں برے الفاظ سے یاد کرنا یا ان پر لعن طعن کرنا وہ گمراہی ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے اور اس بارے میں سخت وعید سنائی ہے۔

اس کتابچے میں آپ اسی موضوع کی تفصیلات پڑھیں گے۔ امید ہے گالی گلوچ اور بدزبانی جیسی شرمناک سماجی خرابی کو دور کرنے میں یہ کتابچہ قارئین کرام کو زیادہ سے زیادہ آگہی بخشے گا۔

حافظ نوید احمد

تقریظ

نبی ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد مکارم اخلاق کی تعلیم و تکمیل بھی تھا۔ اور مکارم اخلاق کا ایک اہم حصہ زبان کی حفاظت ہے، یعنی زبان کو گالی گلوچ، غیبت و بدگوئی، جھوٹ اور افتراء جیسی بد اخلاقیوں سے آلودہ نہ کرنا۔

زیر نظر تالیف اسی موضوع پر ہے جو مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے۔ اس میں بدزبانی کی مختلف صورتوں کی وضاحت قرآن و حدیث کی روشنی میں کی گئی ہے۔

یہ بدگوئی یا بدزبانی دو قسم کی ہے، ایک کا تعلق بدعقیدگی سے ہے جو بعض دفعہ کفر تک پہنچا دیتی ہے اور دوسری کا تعلق بداخلاقی سے ہے جو تکمیلِ ایمان کے منافی ہے۔

عزیزم حافظ عبداللہ ناصر مدنی سلّمہٗ اللہ تعالیٰ نے دونوں قسم کی بدزبانیوں کی وضاحت کردی ہے۔ اس اعتبار سے یہ رسالہ ''بقامت کہتر بہ قیمت مہتر'' کا مصداق ہے۔ جَزَاہُ اللّٰہُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ.

صلاح الدین یوسف

مدیر: شعبۂ تحقیق و تالیف و ترجمہ دارالسلام، لاہور

شعبان المعظم 1429ھ اگست 2008ء

زبان کی حفاظت

اسلام دین فطرت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے پسند فرمایا۔ اس میں جہاں عبادات پر بہت زور دیا گیا ہے، وہاں اخلاقیات کو بھی بہت اہمیت دی گئی ہے۔ اچھے یا برے اخلاق کے اظہار کا زیادہ تر تعلق زبان کے ساتھ ہے، گوشت کا یہ لوتھڑا جب تک جبڑوں میں دبا رہتا ہے، انسان کے عیب و ہنر بھی پوشیدہ رہتے ہیں، زبان کھلتی ہے تو وجود انسان کی ترجمان ہوتی ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں:

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد
عیب و ہنر نہفتہ باشد

''جب تک بندہ کلام نہیں کرتا، اس کا اچھا یا برا ہونا معلوم نہیں ہوتا۔''

اسی لیے زبان کی حفاظت کرنے اور جچی تلی گفتگو کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

''جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ بھلائی کی بات کہے یا خاموش رہے۔''

حتیٰ کہ ایک حدیث میں چپ رہنے کو سلامتی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

لیکن بتقاضائے انسانیت گفتگو کرنے کی ضرورت بہر حال پیش آتی رہتی ہے، اس لیے ہر قسم کی بدزبانی، فحش کلامی، لعن طعن، گالم گلوچ، غیبت، جھوٹ اور چغل خوری سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے اور صرف بامقصد گفتگو کی ترغیب دی گئی ہے۔ جو شخص ہدایات شریعت پر عمل پیرا ہو، اس کے لیے بہت بڑے اجر کی بشارت ہے۔"

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ]

"جو شخص مجھے اپنے دو جبڑوں کے درمیان والی چیز (زبان) اور دو ٹانگوں کے درمیان والی چیز (شرم گاہ) کی ضمانت دے، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"[1]

انسان کی زبان جو بظاہر ایک چھوٹا سا عضو ہے اگر اس کا استعمال صحیح ہو تو انسان کو دنیا و آخرت کی سعادت مل جاتی ہے اور اگر اس کا غلط استعمال کیا جائے تو انسان کے لیے تباہی کا سبب بن جاتی ہے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان کی منت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ (دن بھر) اللہ سے ڈرنا کیونکہ ہم تیرے ساتھ قائم ہیں۔ اگر

[1] صحيح البخاري، حديث: 6474.

تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔"[1]

ایک روز سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی ایسا عمل بتائیں جو جنت میں داخلے اور جہنم سے آزادی کا باعث ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز، روزہ اور حج وغیرہ ارکان اسلام کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

"کیا میں تمھیں تمام چیزوں کا نچوڑ نہ بتاؤں؟"

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا: "اس کو روکے رکھو۔"

میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنی گفتگو کے سلسلے میں بھی پکڑے جائیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تیری ماں تجھے گم پائے! (آپ نے یہ بطور بددعا نہیں بلکہ تنبیہ، تعجب اور معاملے کی اہمیت وعظمت کے پیش نظر فرمایا) لوگ اپنی زبانوں کی کاٹ کی وجہ ہی سے تو جہنم میں اوندھے منہ ڈالے جائیں گے۔"[2]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو وہ اپنی زبان کو کھینچ رہے تھے، میں نے کہا: اللہ آپ کو بخش دے رُک جائیے! (یہ کیا ماجرا ہے؟) تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اس نے مجھے بہت سی ہلاکتوں میں

---

[1] جامع الترمذي، حديث: 2407. [2] جامع الترمذي، حديث: 2616.

مبتلا کر رکھا ہے۔[1]

فحش گوئی

زبان شتر بے مہار ہو جائے، اخلاقیات کا پاس نہ ہو تو زبان کی وجہ سے آنے والی آفتیں انسان کے لیے دین و دنیا کی بربادی کا باعث بن جاتی ہیں۔ لوگوں کے اس کے نقصانات سے غفلت برتنے کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے اس کے متعلق بہت سی احادیث میں رہنمائی فرمائی ہے۔ ذیل میں اس سے متعلق احادیث ذکر کی جارہی ہیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[إِيَّاكُمْ وَالْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ]

''تم فحاشی اور فحش گوئی کرنے سے بچو کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فحاشی اور فحش گوئی کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔''[2]

اَلْفُحْش ہر اس قول و فعل کو کہتے ہیں جو قباحت میں حد سے بڑھا ہوا ہو۔

اَلْفَاحِش اسے کہتے ہیں جو زبان کو نازیبا باتوں کے لیے بے لگام کر دے۔

اَلْمُتَفَحِّش اسے کہتے ہیں جو نہایت تکلف اور کثرت سے فحش باتیں کرے۔

اسی طرح سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے، نبی کریم ﷺ

---

[1] الموطأ للإمام مالك: 988/2. [2] المستدرك للحاكم: 12/1، وصحيح ابن حبان: 580/11، حديث: 51/77، ومسند أحمد: 431/2.

نے فرمایا:

[إِنَّ اللّٰهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ بدزبان اور بے ہودہ گوئی کرنے والے سے بغض و عداوت رکھتا ہے۔''[1]

بدزبانی اور بے ہودہ گوئی انسان کو جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ سیدنا عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا:

[أَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ: اَلضَّعِيفُ الَّذِي لَا زَبْرَلَهُ، الَّذِينَ هُمْ فِيكُمْ تَبَعًا، لَا يَبْتَغُونَ أَهْلًا وَّلَا مَالًا، وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفٰى لَهُ طَمَعٌ وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهُ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ۔ وَذَكَرَ الْبُخْلَ أَوِ الْكَذِبَ۔ وَالشِّنْظِيرُ الْفَحَّاشُ]

''جہنم میں جانے والے پانچ (طرح کے) لوگ ہیں: وہ کمزور جس میں (ایسی) عقل نہیں (جو اسے گناہوں اور برے کاموں سے باز رکھے) جو تم میں دوسروں کے پیچھے (آنکھیں بند کر کے) چلنے والے ہیں، نہ وہ گھر بار چاہتے ہیں اور نہ مال۔ وہ خیانت کرنے والا جس کی کوئی بھی طمع ظاہر ہو، خواہ وہ حقیر ہی ہو، تو اس (کے حصول) میں خیانت کرتا ہے۔ وہ آدمی جو صبح و شام تجھے تیرے اہل و مال کے بارے میں دھوکا دیتا ہے۔ اور

[1] جامع الترمذي، حديث: 2002.

آپ نے بخیل یا جھوٹے اور بداخلاق، بہت زیادہ بے ہودہ گوئی کرنے والے کا ذکر کیا۔"[1]

فحش گوئی اور بدزبانی کی دین اسلام میں شدید مذمت کی گئی ہے۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[إِنَّ الْفُحْشَ وَالتَّفَاحُشَ لَيْسَا مِنَ الْإِسْلَامِ فِي شَيْءٍ وَّإِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ إِسْلَامًا أَحَاسِنُهُمْ أَخْلَاقًا]

"بلاشبہ فحاشی اور فحش گوئی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور بے شک لوگوں میں باعتبار اسلام کے بہتر وہ ہیں جن کا اخلاق اچھا ہے۔"[2]

بدزبانی اور بے ہودہ گوئی اور دوسروں کے خلاف زبان درازی کرنا، یہ عادتیں ایمان کے منافی ہیں۔ مسلمان کو ان سے دور رہنا چاہیے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيءِ]

"مومن نہ طعنہ زنی کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش بکنے والا اور نہ زبان درازی کرنے والا۔"[3]

لعنت یہ ہے کہ کسی کو دھتکارنا اور اللہ کی رحمت سے دور کرنا اور مومن کی

---

① صحیح مسلم، حدیث: 2865. ② مسند أحمد: 99/5.

③ جامع الترمذی، حدیث: 1977.

خوبیوں میں یہ بات شامل ہے کہ وہ لعنت کرنے والا اور طعنہ دینے والا نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ بے حیا اور فحش گو ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ تو ناقص ایمان والے فاسق گناہ گاروں کی عادات ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''مومن کو لعن طعن کرنا اس کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔''①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف جمیلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

[لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ سَبَّابًا وَّ لَا فَحَّاشًا وَّ لَا لَعَّانًا، كَانَ يَقُولُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتِبَةِ: مَالَهُ؟ تَرِبَ جَبِينُهُ]

''نبی اکرم ﷺ نہ گالم گلوچ کرنے والے تھے، نہ فحش گوئی کرنے والے اور نہ لعنت کرنے والے۔ جب کسی سے ناراض ہوتے تو صرف اتنا فرماتے: اسے کیا ہو گیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔''②

نیز سیدنا انس رضی اللہ عنہ اپنے متعلق فرماتے ہیں:

''میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی، اللہ کی قسم! آپ نے مجھے کبھی ایک گالی بھی نہیں دی۔''③

بلکہ بعض روایات میں ہے کہ مجھے کبھی غصے بھی نہیں ہوئے کہ یہ کہا ہو تو نے ایسا کیوں کیا یا ایسا کیوں نہ کیا؟④

---

① صحيح البخاري، حديث: 6652، وصحيح مسلم، حديث: 110

② صحيح البخاري، حديث: 6031. ③ مسند أحمد: 197/3.

④ صحيح البخاري، حديث: 6038.

آپ نہایت کریمانہ اخلاق کے مالک تھے۔ ایک مرتبہ چند یہودی لوگ نبیِٔ اکرم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا:

اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ

''تم پر موت ہو۔''

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر خاموش نہ رہ سکیں اور کہنے لگیں کہ رسول اکرم ﷺ کی بجائے تم پر موت ہو اور اللہ کی لعنت اور غضب بھی ہو۔ یہ سن کر نبیِٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

[مَهْلًا يَّا عَائِشَةُ! عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ، وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ]

''اے عائشہ! جلدی نہ کرو، نرمی کو اختیار کرو اور سختی اور بدگوئی سے بچو۔''

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ نے نہیں سنا جو انھوں نے کہا ہے؟ آپ نے فرمایا:

[أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَاقُلْتُ؟ رَدَدْتُّ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ وَلَايُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ]

''کیا تم نے نہیں سنا جو میں نے کہا ہے؟ میں نے ان کی بددعا کو انھی پر لوٹا دیا ہے، یعنی [وَعَلَيْكُمْ] ''اور تم ہی پر ہو'' کہا ہے، چنانچہ میری دعا تو ان کے بارے میں قبول کی جائے گی لیکن ان کی دعا میرے بارے میں قبول نہیں کی جائے گی۔''[1]

[1] صحيح البخاري، حديث: 6030.

یاد رہے کہ یہ واقعہ نزول پردہ سے پہلے کا ہے یا پھر ام المؤمنین نے پردے کے پیچھے سے ان کی گفتگو سن کر جواب دیا۔

گالم گلوچ اور بری گفتگو انسان کو بدکردار اور بداخلاق بنادیتی ہے۔ آدمی کی اس سے غرض یا تو دوسروں کو ایذا دینا ہوتا ہے یا محض اس عادت کے ہاتھوں مجبور ہوتا ہے جو اس میں فاسق و فاجر قسم کے لوگوں کی ہم نشینی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے گالم گلوچ اور بدزبانی کرنے سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے۔ جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ جب نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی:

[اِعْهَدْ إِلَيَّ]

”مجھے کوئی وصیت کیجیے۔“

آپ نے فرمایا:

[لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا] ”کسی کو گالی ہرگز نہ دینا۔“

جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

[فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا بَعِيرًا وَّلَا شَاةً]

”چنانچہ میں نے اس کے بعد کسی آزاد کو گالی دی نہ کسی غلام کو اور نہ کسی اونٹ اور بکری ہی کو۔“[1]

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ کسی صاحب ایمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی چیز کو گالی دے۔

---

[1] سنن أبي داود، حديث : 4084 .

گالم گلوچ کی مختلف صورتیں

گالم گلوچ کی درج ذیل مختلف صورتیں ہیں:

اللہ تعالیٰ کو گالی دینا

اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہنے اور گالی دینے والا کافر ہے، نیز اللہ تعالیٰ کی آیات، کتابوں اور رسولوں کو برا کہنا اور اس کی صفات کی توہین و تنقیص کرنا بھی کفر ہے۔

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[مَنْ سَبَّ اللّٰهَ كَفَرَ، سَوَاءٌ كَانَ مَازِحًا أَوْ جَادًّا وَكَذٰلِكَ مَنِ اسْتَهْزَأَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى أَوْ بِآيَاتِهٖ أَوْ بِرُسُلِهٖ أَوْ كُتُبِهٖ]

''جس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی، اس نے کفر کیا، چاہے مذاق میں دی ہو یا حقیقت میں، اسی طرح جس نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں یا اس کے رسولوں یا اس کی کتابوں کا مذاق اڑایا تو اس نے بھی کفر کیا۔''[1]

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کو گالی دینے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی اولاد ٹھہرائے، جیسے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] المغني لابن قدامة: 565/8.

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[يَشْتِمُنِي ابْنُ آدَمَ، وَمَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَشْتِمَنِي، وَيُكَذِّبُنِي وَمَا يَنْبَغِي لَهُ، أَمَّا شَتْمُهُ فَقَوْلُهُ: إِنَّ لِي وَلَدًا، وَأَمَّا تَكْذِيبُهُ فَقَوْلُهُ: لَيْسَ يُعِيدُنِي كَمَا بَدَأَنِي]

''ابنِ آدم مجھے گالی دیتا ہے، حالانکہ یہ اسے زیب نہیں دیتا۔ اور وہ مجھے جھٹلاتا ہے، حالانکہ یہ اس کے لائق نہیں، اس کا گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میری اولاد ہے۔ اور اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ وہ (اللہ) مجھے دوبارہ پیدا نہیں کرے گا جس طرح اس نے مجھے پہلی بار پیدا کیا تھا۔''[1]

نبیِ اکرم ﷺ کو گالی دینا

نبیِ اکرم ﷺ کے بارے میں بدزبانی کرنا، آپ کو برا کہنا اور گالم گلوچ کرنا کفر ہے جو بھی اس جرم کا مرتکب ہو اس کی سزا قتل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾

''اور جو لوگ اللہ کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''[2]

نبیِ اکرم ﷺ کو گالیاں دینے اور برا بھلا کہنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں سخت ترین عذاب سے دوچار کیا اور انھیں تا قیامت آنے والے انسانوں کے لیے

---

[1] صحيح البخاري، حديث: 3193. [2] التوبة 9:61.

نمونۂ عبرت بنا دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّا كَفَيْنَٰكَ ٱلْمُسْتَهْزِءِينَ ﴾

''بلاشبہ ہم ٹھٹھا کرنے والوں سے آپ کو کافی ہیں۔''[1]

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بدزبانی کرتے اور آپ کو گالیاں دیتے تھے۔

آج بھی مسلمانوں پر لازم ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے، آپ کے متعلق بدزبانی اور آپ کی تنقیص و توہین کرنے والوں کو کیفرِ کردار تک پہنچائیں اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں، صلاحیتیں اور قوتیں صرف کر دیں۔ البتہ مسلمانوں کا ایک دوسرے کو مسلکی اختلافات کی وجہ سے بلاوجہ گستاخ رسول قرار دے دینا درست نہیں ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دینا

تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص و توہین کرنا اور دل میں ان کے بارے میں بغض و عناد رکھنا کفر ہے کیونکہ ان سے بغض درحقیقت دین اسلام سے بغض و عداوت ہے۔ نیز انھیں برا کہنے اور سب و شتم کرنے والا رحمتِ الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے اور غضبِ الٰہی کا سزاوار بن جاتا ہے، علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور تمام لوگ اس پر لعنت کرتے ہیں۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الحجر 15 : 95.

[مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ]

''جس نے میرے صحابہ کو گالی دی تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔''[1]

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

[لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَّا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ]

''تم میرے صحابہ کو گالی نہ دو، تم میرے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان میں سے کسی کے ایک مد کے برابر بھی نہیں ہوگا اور نہ آدھے مد کے۔''[2]

اپنے یا کسی کے والدین کو گالی دینا

ماں باپ انسان کے دنیا میں آنے کا سبب بنتے ہیں اور اپنی تمام تر توانائیاں اولاد کی بہتری کے لیے خرچ کر دیتے ہیں، اپنے آرام اور سکون کو قربان کر کے اولاد کو باہم سہولتیں فراہم کرتے ہیں۔ انھیں برا کہنا اور گالم گلوچ کرنا بہت بڑا گناہ

[1] المعجم الكبير للطبراني : 142/12. [2] صحيح مسلم، حديث : 2540.

ہے۔ ایسا اقدام انسانیت کے درجے سے گرا ہوا انسان ہی کرتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی شرفاء کے ہاں اس کا تصور نہیں تھا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ]

''اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: کیا آدمی اپنے ماں باپ کو بھی گالیاں دیتا ہے؟

آپ نے فرمایا:

[نَعَمْ، يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ]

''ہاں، یہ کسی آدمی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔''[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کو گالی دینی چاہیے نہ انھیں گالی دلوانے کا سبب ہی بننا چاہیے۔ انسان جب کسی کے ماں باپ کو گالیاں دے گا تو وہ جواباً اس کے ماں باپ کو گالی دے گا تو یہ ایسے ہی ہوگا جیسے اس نے خود اپنے ماں باپ کو گالی دی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مَلْعُونٌ مَنْ سَبَّ أَبَاهُ، مَلْعُونٌ مَنْ سَبَّ أُمَّهُ]

''جو اپنے باپ کو گالی دیتا ہے، وہ ملعون ہے، جو اپنی ماں کو گالی دیتا ہے وہ

[1] صحيح مسلم، حديث : 90.

بھی ملعون ہے۔''[1]

بیوی کو گالی دینا

میاں بیوی کا باہم پیار محبت اور اعتماد کا رشتہ ہے جہاں مرد کی تکریم کرنا عورت کی ذمہ داریوں میں شامل ہے وہاں عورت کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا مرد کے فرائض میں شامل ہے۔ بیوی انسان کی شریکِ حیات ہوتی ہے، اس لیے شریعت نے اس کے جذبات کا احترام کرنے کی ہر ممکن ترغیب دی ہے۔ بنا بریں انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو بھی برا کہنے اور گالم گلوچ کرنے سے گریز کرے اور اس کے ساتھ نرمی اور حسن اخلاق سے پیش آئے۔ سیدنا معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم پر بیوی کے کیا حقوق ہیں؟ آپ نے فرمایا:

[أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ (أَوِ اكْتَسَبْتَ) وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ]

''جب تو کھائے تو اسے کھلائے، جب تو پہنے تو اسے پہنائے (یا فرمایا:) جب کما کر لائے (تو اسے پہنائے) اور اس کے چہرے پر نہ مار، اسے برا نہ کہہ اور اس سے قطع تعلقی نہ کر مگر گھر میں۔''[2]

مطلب یہ کہ بیوی کے ساتھ ہر ممکن حسن سلوک کرو اور اگر کبھی اسے زجر وتوبیخ

[1] مسند أحمد: 217/1. [2] سنن أبي داود، حديث: 2142.

کے لیے سرزنش کی ضرورت ہو تو پھر باہمی رشتے کا لحاظ رکھو اور اسے برا بھلا کہنے سے ہر ممکن گریز کرو۔

غلام اور خادم کو گالی دینا

تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے نظام دنیا چلانے کے لیے لوگوں کی معاشی تقسیم کر دی اور ہر ایک کو دوسرے سے جداگانہ صلاحیتیں دیں۔ کسی کو خادم اور کسی کو مخدوم بنا دیا۔ خادموں کے اپنے آقاؤں کی خیر خواہی کا حکم دیا اور مخدومین کو اپنے ماتحتوں سے ہر ممکن حسن سلوک کی خوب ترغیب دلائی اور ان کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کا حکم دیا۔ اسی لیے اپنے غلام یا اپنے ماتحت کام کرنے والے افراد کو بھی برا کہنے اور گالم گلوچ کرنے سے منع کر دیا اور ان کے ساتھ وہ سلوک کرنے کا حکم دیا جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ معرور رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ربذہ میں ملا، وہ ایک عمدہ جوڑا پہنے ہوئے تھے اور ان کے غلام نے بھی عمدہ جوڑا زیب تن کر رکھا تھا تو میں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ میں نے ایک شخص کو اس طرح گالی دی کہ اسے اس کی ماں کے ساتھ عار دلائی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

[يَا أَبَا ذَرٍّ! أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ؟ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ، إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا

تُكَلِّفُوهُمْ مَّا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ]

''ابوذر! کیا تو نے اسے اس کی ماں کے ساتھ عار دلائی؟ بلاشبہ ابھی تک تم میں جاہلیت کا کچھ اثر باقی ہے، تمھارے غلام تمھارے بھائی ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے تصرف میں رکھا ہے، چنانچہ جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو اسے چاہیے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے وہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان سے وہ کام نہ لو جوان پر گراں گزرے اور اگر ایسے کام کی انھیں زحمت دو تو خود بھی ان کی مدد کرو۔''[1]

اس حدیث میں اگرچہ خاص غلاموں کا ذکر ہے لیکن اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو آزاد ہوتے ہوئے کسی کے ماتحت کام کرتے ہیں، ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنا چاہیے۔

افسوس! آج ہمارے معاشرے میں ماتحت کام کرنے والوں کی بالکل پروا نہیں کی جاتی، انھیں بدزبانی اور گالم گلوچ کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور ان کی طاقت وقوت سے بڑھ کر کام سونپا جاتا ہے۔

کسی مسلمان کو گالی دینا

مسلمان باہم بھائی اور جسد واحد کی طرح ہیں، اس لیے کسی مسلمان کو برا کہنا اور گالی دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس سے اسلامی اخوت ٹوٹتی ہے اور باہم دلوں

[1] صحیح البخاري، حدیث : 30.

میں نفرتیں، دوریاں اور دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں۔

گالی دینا انتہائی گندی اور بے حیائی کی بات ہے، نیز اس سے بات ختم ہونے کے بجائے اور بڑھتی ہے، بنا بریں لڑائی جھگڑے اور مار پیٹ کی نوبت آ جاتی ہے حتی کہ بعض دفعہ قتل تک بات پہنچ جاتی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَّقِتَالُهُ كُفْرٌ]

''مسلمان کو گالی دینا فسق (نافرمانی) ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔''[1]

فسق، اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکل جانے کو کہتے ہیں، گویا مسلمان کو گالی دینے والا اطاعت الٰہی سے نکل جاتا ہے اور شیطان کی اطاعت کرتا ہے، چنانچہ شیطان اسے اپنے مسلمان بھائی سے خوب لڑاتا ہے، اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے موقع پر شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپس میں گالم گلوچ کی اور ہم آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ان میں سے ایک دوسرے کو غصے کی حالت میں گالیاں دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَّوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ]

''بلاشبہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اسے کہہ لے تو اس کا یہ

---

[1] صحيح البخاري، حديث : 6044 .

غصہ دور ہو جائے گا، اگر یہ [أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ]
(میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے) کہہ لے۔" [1]

مسلمان کو گالی دینے والا ہلاکت اور تباہی و بربادی کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے۔
سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[سِبَابُ الْمُؤْمِنِ كَالْمُشْرِفِ عَلَى الْهَلَكَةِ]

"مسلمان کو گالی دینے والا ہلاکت کے گڑھے کے کنارے پر ہونے والے کی طرح ہے۔" [2]

گالم گلوچ کرنے والے کو روز قیامت انھیں اپنی نیکیاں دینی پڑیں گی جن کو وہ گالیاں دیتا تھا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟]

"کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟"

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم و دینار (روپیے پیسے) ہوں اور نہ ساز و سامان۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَّصِيَامٍ وَّزَكَاةٍ، وَّ يَأْتِي قَدْشَتَمَ هٰذَا، وَقَذَفَ هٰذَا، وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا،

---

① صحيح البخاري، حديث : 6115.

② مختصر زوائد مسند البزار : 217/2، حديث : 1732 وسلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني ،حديث : 1878.

وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ أَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ]

''(نہیں بلکہ) بلاشبہ میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکاۃ کے ساتھ آئے گا لیکن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہے، کسی پر بہتان تراشی کی ہے، کسی کا مال کھایا ہے، کسی کا خون بہایا ہے اور کسی کو مارا ہے، چنانچہ ان (تمام مظلوموں) کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی، پھر اگر اس کی نیکیاں اس کے ذمے دوسروں کے حقوق ادا ہونے سے پہلے ہی ختم ہوگئیں تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''[1]

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی کو گالم گلوچ کرتا ہے تو گویا وہ اپنی نیکیاں اسے دے رہا ہے اور اپنی عبادات اور نیک اعمال ضائع کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص نمازیں پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے، زکاۃ دیتا ہے اور حج کرتا ہے لیکن اس کی فحش کلامی اور بدزبانی سے دوسرے مسلمان محفوظ نہیں ہیں تو وہ غضبِ الٰہی کا مستحق بن جاتا ہے اور اس کے ایمان میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ دین اسلام میں ابتداءً گالی دینا تو درکنار کوئی گالی دے بھی تو اس کے جواب میں بھی گالی نہ دینے اور خاموش رہنے کی تعلیم دی گئی ہے کیونکہ اس طرح فرشتہ اس کا دفاع کرتا اور گالی دینے

[1] صحیح مسلم، البر و الصلة و الأدب، باب تحريم الظلم ،حدیث : 2581 .

والے کو اس کی طرف سے جواب دیتا ہے۔ جسے گالی دی جا رہی ہو، اگر وہ بھی جواب میں حد سے زیادہ گالم گلوچ کرنا شروع کر دے تو شیطان ان کے درمیان آ جاتا ہے اور انھیں ایک دوسرے کے خلاف خوب بھڑکاتا اور جوش دلاتا ہے، چنانچہ وہ آپس میں خوب گالم گلوچ کرتے ہیں، اس لیے نبیٔ اکرم ﷺ نے آپس میں ایک دوسرے کو گالم گلوچ کرنے والوں کو شیطان قرار دیا ہے کیونکہ یہ شیطانی عمل کے مرتکب ہوتے ہیں۔

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! ایک شخص میری قوم میں سے ہے اور مجھ سے کم مرتبہ ہے، وہ مجھے گالی دیتا ہے، کیا مجھ پر کوئی گناہ ہوگا اگر میں اس سے بدلہ لوں؟ آپ نے فرمایا:

[اَلْمُسْتَبَّانِ شَيْطَانَانِ يَتَهَاتَرَانِ وَ يَتَكَاذَبَانِ]

”دونوں گالیاں دینے والے شیطان ہیں جو ایک دوسرے پر الزام لگاتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔“[1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبیٔ کریم ﷺ کی موجودگی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہا تھا اور نبیٔ اکرم ﷺ تعجب کے ساتھ مسکرا رہے تھے، چنانچہ جب اس نے بہت زیادہ گالیاں دیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی کچھ گالیوں کا جواب دیا تو نبیٔ اکرم ﷺ غصے ہوئے اور وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے گئے اور آپ کے پاس آ کر کہا: اے اللہ کے

---

[1] صحیح ابن حبان: 635/13، حدیث: 5727، و مسند أحمد: 162/4.

رسول ﷺ! جب وہ مجھے گالیاں دے رہا تھا تو آپ بیٹھے ہوئے تھے لیکن جب میں نے اس کی بات کا جواب دیا تو آپ غصے ہوگئے اور اٹھ کھڑے ہوئے !!

آپ نے فرمایا:

[إِنَّهُ كَانَ مَعَكَ مَلَكٌ يَرُدُّ عَنْكَ ،فَلَمَّا رَدَدْتَّ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهِ وَقَعَ الشَّيْطَانُ، فَلَمْ أَكُنْ لِأَقْعُدَ مَعَ الشَّيْطَانِ]

''بلاشبہ تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تیری طرف سے جواب دے رہا تھا، پھر جب تو نے اس کی بات کا جواب دیا تو شیطان آ گیا، چنانچہ میں شیطان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا تھا۔''[1]

معلوم ہوا کہ اگر کوئی گالی دے تو اس کے جواب میں خاموش رہنا چاہیے اور عفوودرگزر سے کام لینا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ﴾

''تو جو معاف کر دے اور صلح کر لے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔''[2]

تاہم پھر بھی اگر کوئی بدلہ لینا چاہتا ہے تو اسے صرف اس حد تک اجازت ہے جتنی اس پر زیادتی ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَجَزَٰٓؤُا۟ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ﴾

''اور برائی کا بدلہ اسی کی مثل برائی ہے۔''[3]

---

① مسند أحمد: 436/2 وسنن أبي داود، الأدب ،باب في الانتصار، حديث: 4896. ② الشورى 42: 40. ③ الشورى 42: 40.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا ، فَعَلَى الْبَادِی ءِ مَالَمْ یَعْتَدِ الْمَظْلُومُ]

''دو گالیاں دینے والے جو کہیں، اس کا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہے، بشرطیکہ مظلوم حد سے تجاوز نہ کرے۔''①

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو برا کہنے اور گالی دینے سے مکمل گریز کیا کرتے تھے لیکن اس کے باوجود آپ اس معاملے کی سنگینی کے پیش نظر اس قدر محتاط تھے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

[إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَّإِنِّي اشْتَرَطْتُ عَلَى رَبِّي ، أَيُّ عَبْدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ سَبَبْتُهُ أَوْ شَتَمْتُهُ أَنْ يَّكُونَ ذٰلِكَ لَهُ زَكَاةً وَّ أَجْرًا]

''بے شک میں انسان ہوں اور بلا شبہ میں نے اپنے پروردگار سے یہ شرط کی ہے کہ مسلمانوں میں سے جسے بھی میں برا کہوں یا گالی دوں تو وہ اس کے لیے (گناہوں سے) پاکی اور اجر کا باعث ہو۔''②

ایک اور حدیث میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[اَللّٰهُمَّ ! إِنِّی أَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِيهِ ، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ ،

---

① صحيح مسلم، البر و الصلة والأدب، باب النهي عن السباب، حديث : 2587.

② صحيح مسلم، البر والصلة والأدب، باب من لعنه النبی صلی اللہ علیہ وسلم أو سبه......، حديث : 2602.

فَأَيُّ الْمُؤْمِنِينَ آذَيْتُهُ، شَتَمْتُهُ، لَعَنْتُهُ، جَلَدْتُّهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلَاةً وَّزَكَاةً وَّقُرْبَةً، تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ]

"اے اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں جس کے متعلق مجھے اُمید ہے کہ تو مجھے مایوس نہیں کرے گا، بے شک میں انسان ہوں، لہٰذا جس مومن کو بھی میں نے ایذا دی ہو، گالی دی ہو، اس پر لعنت کی ہو، اسے مارا ہو تو اسے اس کے لیے رحمت، (گناہوں سے) پاکی اور ایسی قربت کا ذریعہ بنا دے جس کی وجہ سے تو اسے قیامت کے دن اپنا قرب عطا فرمائے۔"[1]

اور ایک حدیث میں ہے:

[فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَّأَجْرًا]

" چنانچہ تو اسے اس کے لیے (گناہوں سے) پاکی اور اجر کا باعث بنا دے۔"[2]

افسوس! آج ہمارے معاشرے میں لوگوں کی اکثریت نے گالی کو اپنا تکیۂ کلام بنا رکھا ہے۔ ان کی گفتگو کا آغاز بھی گالی سے اور اختتام بھی گالی پر ہوتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کو خوب گالم گلوچ کی جاتی ہے۔ اگر کہیں دو شخص آپس میں لڑ پڑیں تو ایک دوسرے کے خلاف گالیوں کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے اسے نفاق کی علامت قرار دیا ہے۔

---

① صحیح مسلم، حدیث: 2601. ② صحیح مسلم، حدیث: 2600.

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[أَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا ، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا : إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ]

"چار چیزیں جس کسی میں ہوں، وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بھی خصلت ہو، اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے، (وہ یہ ہیں:) ① جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ ② اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ ③ اور جب عہد کرے تو بدعہدی کرے۔ ④ اور جب جھگڑے تو بے ہودہ بکواس (گالم گلوچ) کرے۔"[1]

ہمیں آپس میں ایک دوسرے کو گالم گلوچ کرنے سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے اور اپنی زبانوں پر کنٹرول کرنا چاہیے تاکہ دوسرے مسلمانوں کو اس سے تکلیف نہ پہنچے۔

شیطان کو گالی دینا

شیطان انسان کا بدترین دشمن ہے جو ہر وقت اسے گمراہ کرنے اور فسق وفجور

---

① صحيح البخاري، حديث : 34.

میں مبتلا کرنے کے درپے رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الشَّيْطَٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَٰبِ السَّعِيرِ ﴾

"بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے، لہٰذا تم اسے دشمن ہی سمجھو، وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لیے بلاتا ہے کہ وہ بھڑکتی آگ (جہنم) والے ہوجائیں۔"①

شیطان نے پروردگار عالم کی بارگاہ میں یہ کہا تھا:

﴿ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴾

"تیری عزت کی قسم! میں ضرور ضرور ان سب کو گمراہ کروں گا۔"②

شیطان کے دشمن ہونے کے باوجود انسان کو اسے گالی دینے اور برا کہنے سے روکا گیا ہے کیونکہ گالی خود شیطانی فعل ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَا تَسُبُّوا الشَّيْطَانَ وَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهِ]

"شیطان کو گالیاں نہ دو بلکہ اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو۔"③

انسان جب کوئی برا کام کرتا ہے یا کسی مصیبت کا شکار ہوتا ہے اور شیطان کو برا

---

① فاطر 35:6. ② صٓ 38:82.

③ الفردوس بمأثور الخطاب: 11/5، حدیث: 7290 وسلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، حديث: 2422.

کہتا ہے تو اس سے شیطان پر کچھ اثر نہیں پڑتا بلکہ وہ پھولتا اور خوش ہوتا ہے کہ میری وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

ابو ملیح رحمہ اللہ کسی صحابی رسول سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر ان کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی سواری کو ٹھوکر لگی تو میں نے کہا:

[تَعِسَ الشَّيُطَانُ]

”شیطان ہلاک ہو۔“

اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَاتَقُلُ تَعِسَ الشَّيُطَانُ، فَإِنَّكَ إِذَا قُلُتَ ذٰلِكَ، تَعَاظَمَ حَتّٰى يَكُونَ مِثُلَ الُبَيُتِ وَ يَقُولُ : بِقُوَّتِي، وَلٰكِنُ قُلُ: بِسُمِ اللّٰهِ، فَإِنَّكَ إِذَاقُلُتَ ذٰلِكَ تَصَاغَرَ حَتّٰى يَكُونَ مِثُلَ الذُّبَابِ]

”یہ نہ کہو کہ شیطان ہلاک ہو، اس لیے کہ بے شک جب تم یہ کہتے ہو تو وہ پھول جاتا ہے، یہاں تک کہ ایک گھر کے برابر ہو جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میری قوت سے ایسے ہوا، لیکن کہو: بِسُمِ اللّٰهِ ”اللہ کے نام سے“ کیونکہ بلاشبہ جب تم یہ کہتے ہو تو وہ سکڑ جاتا ہے حتیٰ کہ مکھی کی مانند ہو جاتا ہے۔“[1]

ہمارے معاشرے میں لوگوں کی حالت یہ ہے کہ گناہ کر کے شیطان کو برا کہتے اور گالیاں دیتے ہیں جس سے وہ خوش ہوتا ہے، پھولتا اور فخر و غرور کرتا ہے کہ میں

---

[1] سنن أبي داود، الأدب، باب: 77، حديث: 4982.

نے انھیں گناہوں اور نافرمانیوں میں مبتلا کیا ہے ؎

ہنسی آتی ہے مجھے حضرت انسان پر
کار بد تو خود کرے، لعنت کرے شیطان پر

ہمیں چاہیے کہ ہم شیطان کو گالیاں دینے اور برا کہنے کے بجائے اس کی شرارتوں، وسوسوں اور حملوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کریں جیسا کہ مذکورہ حدیث میں نبیٔ اکرم ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے:

﴿ وَ اِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴾

''اور اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ ابھارے تو اللہ کی پناہ مانگیے، بلاشبہ وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔''[1]

معبودانِ باطلہ کو گالی دینا

دین اسلام کا یہ بنیادی تقاضا ہے کہ تمام معبودانِ باطلہ کا انکار کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے کا اقرار کیا جائے، اس کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ہمارے پیارے اور پاکیزہ دین اسلام نے معبودانِ باطلہ کو گالی دینے اور برا کہنے سے منع فرمایا ہے، اس لیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ضد اور بغض وعناد میں آ کر ان کے پجاری اللہ تعالیٰ کو برا کہنا شروع کر دیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] حم السجدة 41 : 36.

﴿ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ﴾

''اور وہ (مشرکین) اللہ کو چھوڑ کر جنھیں پکارتے ہیں، تم انھیں گالی نہ دو، پھر وہ بھی جہالت میں حد سے گزرتے ہوئے اللہ کو گالی دیں گے۔''①

فوت شدگان کو گالی دینا

اسلام نے فوت ہو جانے والوں کو بھی برا کہنے اور گالم گلوچ کرنے سے منع کیا ہے، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوا]

''فوت شدہ لوگوں کو گالی نہ دو، اس لیے کہ بلاشبہ وہ اس کو پہنچ گئے جو انھوں نے (اچھے یا برے عمل) آگے بھیجے۔''②

اس سے روکنے کی وجہ یہ ہے کہ فوت شدہ شخص کو گالی دینے سے اس کے عزیز و اقارب اور دوست احباب کو تکلیف ہوگی اور فتنہ وفساد برپا ہوگا۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَا تَسُبُّو الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الْأَحْيَاءَ]

''تم مُردوں کو گالی نہ دو کہ اس سے تم زندوں کو تکلیف پہنچاؤ۔''③

① الأنعام 6 : 108. ② صحيح البخاري، حديث : 1393.

③ جامع الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في الشتم، حديث : 1982.

تاہم اگر فوت ہونے والا مشرک یا بدعتی ہو تو اس کے شرک و بدعت سے عوام کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔

بخار کو گالی دینا

کسی بیماری یا آزمائش کو برا نہیں کہنا چاہیے، اس لیے کہ یہ اللہ کی مشیت سے آتی ہے۔ انسان جب کسی بیماری یا آزمائش کو برا بھلا کہتا ہے تو گویا وہ تقدیر اور قضائے الٰہی پر شکوہ کرتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ بیماری اور آزمائش مومن کے لیے گناہوں کا کفارہ اور درجات میں اضافے کا سبب ہیں، اسی لیے انسان کو ان پر صبر کرنا چاہیے۔ بخار ایک ایسا مرض ہے کہ اس کی وجہ سے پورا جسم تکلیف کا شکار رہتا ہے، نیز اس کی وجہ سے چڑ چڑا پن اور بے سکونی محسوس ہوتی ہے لیکن اسے بطور خاص برا کہنے اور گالی دینے سے منع کیا گیا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب یا ام مسیّب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے پوچھا:

[مَالَكِ يَا أُمَّ السَّائِبِ أَوْ يَا أُمَّ الْمُسَيَّبِ تُزَفْزِفِينَ؟]

’’اے ام سائب! یا ام مسیّب! تمھیں کیا ہوا ہے، تم کانپ رہی ہو؟‘‘

وہ کہنے لگیں:

[اَلْحُمّٰى، لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا]

’’بخار ہے، اللہ اس میں برکت نہ دے۔‘‘

چنانچہ آپ نے فرمایا:

[لَاتَسُبِّی الْحُمّٰی، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ]

"بخار کو گالی نہ دو کیونکہ بلاشبہ یہ انسان کی خطاؤں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی، لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔"[1]

تاہم اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ انسان بیماری کا علاج بھی نہ کرائے، رسول اکرم ﷺ نے بیماری کا علاج کرانے کی تلقین فرمائی ہے، جیسے حدیث میں آتا ہے کہ دیہاتیوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا ہم دوا (علاج معالجہ) کرلیا کریں؟ آپ نے فرمایا:

[تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَّاحِدٍ : الْهَرَمُ]

"دوا کیا کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر اس کی دوا بھی پیدا کی ہے، سوائے ایک بیماری کے، یعنی بڑھاپا (اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔)"[2]

مرغ کو گالی دینا

نبی اکرم ﷺ نے مرغ کو بھی گالی دینے اور برا کہنے سے منع فرمایا ہے۔ سیدنا

---

① صحيح مسلم، البر والصلة والأدب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن.....، حديث : 2570.

② سنن أبي داود، الطب، باب الرجل يتداوى، حديث : 3855.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَاتَسُبُّو الدِّيكَ، فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ]

"مرغ کو گالی مت دیا کرو، اس لیے کہ بے شک یہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔"①

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرغ کو گالیاں دینے، لعن طعن کرنے اور برا کہنے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ یہ نماز کے لیے بیدار کرتا ہے۔

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرغ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بانگ دی تو ایک شخص نے اس پر لعنت کی، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَا تَلْعَنْهُ ، فَإِنَّهُ يَدْعُو إِلَى الصَّلَاةِ]

"اسے لعنت نہ کرو، اس لیے کہ بلاشبہ یہ نماز کی طرف بلاتا ہے۔"②

زمانے کو گالی دینا

لیل ونہار کی یہ گردش زمانہ کہلاتی ہے۔ زمانے کو برا کہنے اور گالی دینے سے بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَاتَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ]

① سنن أبي داود، الأدب، باب في الديك والبهائم، حديث : 5101.

② مسند أحمد : 115/4.

”زمانے کو گالی نہ دو کیونکہ بلاشبہ اللہ ہی زمانہ ہے۔“[1]

زمانے کو گالی دینا گویا اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچانا اور اسے گالی دینا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ، يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِيَ الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ]

”اللہ عزوجل فرماتا ہے: ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے، وہ زمانے کو گالی دیتا ہے، حالانکہ زمانہ تو میں ہی ہوں، میرے ہاتھ میں سب معاملہ ہے، میں ہی رات اور دن کو پھیرتا ہوں۔“[2]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : اِسْتَقْرَضْتُ عَبْدِي فَلَمْ يُقْرِضْنِي وَشَتَمَنِي عَبْدِي وَهُوَ لَايَدْرِي، يَقُولُ : وَادَهْرَاهُ! وَادَهْرَاهُ! وَأَنَا الدَّهْرُ]

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے بندے سے قرض طلب کیا تو اس نے مجھے قرض نہیں دیا اور میرے بندے نے لاعلمی میں مجھے گالی دی، وہ کہتا ہے: ہائے زمانہ! ہائے زمانہ! حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں۔“[3]

---

① صحيح مسلم، الألفاظ من الأدب وغيرها، باب النهي عن سب الدهر، حديث : (5)-2246. ② صحيح البخاري، حديث : 4826.

③ المستدرك للحاكم : 418/1، حديث : 1526 وسلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، حديث : 3477.

نیز ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

[لَاتُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ، وَلَا تَقُولُوا: خَيْبَةَ الدَّهْرِ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ]

"تم انگور کا نام کرم مت رکھو اور یہ نہ کہا کرو کہ زمانے کی نامرادی کیونکہ زمانہ تو اللہ ہی ہے۔"[1]

ہوا کو گالی دینا

ہوا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر کوئی بھی مخلوق زندہ نہیں رہ سکتی اور یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ اکثر و بیشتر یہ رحمت بن کر چلتی ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ اسے ذریعۂ عذاب بنا دیتا ہے۔ اسے بھی برا کہنے اور گالی دینے سے منع کیا گیا ہے۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَّا تَكْرَهُونَ، فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ! إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِهِ، وَنَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ]

"ہوا کو گالی نہ دو، پس جب تم ایسی (ہوا) دیکھو جو تم ناپسند کرتے ہو تو کہو: اے اللہ! بے شک ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اس ہوا کی بھلائی کا اور

[1] صحيح البخاري، الأدب، باب لاتسبوا الدهر، حديث: 6182.

اس بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس بھلائی کا جس کا اسے حکم دیا گیا ہے،
اور ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس ہوا کی برائی سے اور اس برائی سے جو اس
میں ہے اور اس برائی سے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے۔"[1]

اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ ، فَإِنَّهَا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ، وَلٰكِنْ سَلُوا اللّٰهَ مِنْ خَيْرِهَا، وَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا]

"ہوا کو گالی مت دو کیونکہ بلاشبہ یہ اللہ کی رحمت سے ہے، یہ رحمت اور
عذاب لے کر آتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ سے اس کی بھلائی کا سوال کرو اور
اللہ تعالیٰ سے اس کی برائی سے پناہ مانگو۔"[2]

گناہ گار مسلمان کو گالی دینا

اگر کوئی مسلمان گناہ گار ہو اور اطاعت الٰہی میں کمی و کوتاہی، غفلت و لاپروائی اور
سستی و کاہلی کا شکار ہو تو اسے بھی برا کہنے اور گالم گلوچ کرنے سے اجتناب کرنا
چاہیے کیونکہ اس طرح وہ اور زیادہ متنفر، دین سے دور اور گناہوں میں ملوث ہوگا اور
شیطان کی پیروی میں لگ جائے گا۔

① جامع الترمذي، الفتن، باب ما جاء في النهي عن سب الرياح، حديث : 2252.

② سنن ابن ماجه، الأدب، باب النهي عن سب الريح، حديث : 3727.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا: ''اسے مارو۔''
چنانچہ ہم میں سے کوئی اپنے ہاتھ سے، کوئی اپنے جوتے سے اور کوئی اپنے کپڑے سے مار رہا تھا، جب وہ (مار کھا کر) جانے لگا تو بعض لوگوں نے کہا کہ اللہ تجھے رسوا کرے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَا تَقُولُوا هٰكَذَا ، لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ]

''تم اس طرح نہ کہو، تم اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔''[1]

اسی طرح بنو غامد کی ایک عورت کو جس نے زنا کیا تھا، جب رجم کیا جارہا تھا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر ایک پتھر مارا جس سے اس کے خون کے چھینٹے ان کے چہرے پر پڑے، اس کی وجہ سے انھوں نے اس عورت کو گالی دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گالی کو سن لیا، آپ نے فرمایا:

[مَهْلًا يَّا خَالِدُ ! فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ ! لَقَدْ تَّابَتْ تَوْبَةً، لَّوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَّغُفِرَ لَهُ]

''خالد! ذرا ٹھہرو (اسے برا مت کہو) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر کوئی بھتا لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اسے بخش دیا جاتا۔''[2]

---

[1] صحيح البخاري، الحدود، باب الضرب بالجريد و النعال، حديث : 6777.

[2] صحيح مسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، حديث : (23)-1695.

ابو قلابہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابودرداء رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے جس نے کوئی گناہ کیا تھا اور لوگ اسے گالیاں دے رہے تھے تو آپ نے فرمایا: اگر تم اسے کنوئیں میں گرا ہوا پاؤ تو کیا اسے نہیں نکالو گے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں! (ضرور نکالیں گے)۔ آپ نے فرمایا: پھر اپنے بھائی کو گالیاں مت دو بلکہ اللہ کی حمد بیان کرو جس نے تمھیں عافیت میں رکھا ہے۔ لوگوں نے کہا: تو کیا آپ اس سے نفرت نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: بے شک میں اس کے (برے) عمل سے نفرت کرتا ہوں، چنانچہ جب یہ اسے چھوڑ دے گا تو یہ میرا بھائی ہے۔[1]

ورقہ بن نوفل کو گالی دینا

ورقہ بن نوفل نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ مطہرہ، ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد تھے، جب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی مرتبہ وحی نازل ہوئی اور آپ گھبرا گئے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دی اور ورقہ بن نوفل کے پاس لے آئیں کیونکہ وہ عیسائی تھے اور انجیل سے خوب واقف تھے، آپ نے سارا واقعہ ان سے بیان فرمایا، انھوں نے سن کر آپ کو بتایا کہ یہ تو وہی وحی لانے والا فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا اور کہا:

[يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعٌ، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ]

---

[1] المصنف لعبد الرزاق: 180/11، حديث: 20267 وشعب الإيمان للبيهقي: 290/5، 291، حديث: 6691.

”کاش! میں آپ کے زمانۂ نبوت میں توانا ہوتا، کاش! میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔“

اور انھوں نے مزید یہ بھی کہا:

[وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا]

”اور اگر مجھے آپ کا زمانہ نصیب ہوا تو میں آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔“

لیکن ورقہ جلد ہی فوت ہو گئے۔ ①

ورقہ چونکہ صحیح عیسائیت پر قائم تھے اور پھر انھوں نے نبوت محمدی کی بھی بھرپور نصرت وتائید کا عزم وارادہ ظاہر کیا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انھیں جنت میں داخل فرمایا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے ورقہ بن نوفل کو بھی گالی دینے اور برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[لَا تَسُبُّوا وَرَقَةَ، فَإِنِّي رَأَيْتُ لَهُ جَنَّةً أَوْ جَنَّتَيْنِ]

”تم ورقہ کو گالی نہ دو، اس لیے کہ بلاشبہ میں نے اس کے لیے ایک جنت یا دو جنتیں دیکھی ہیں۔“ ②

---

① صحيح البخاري، بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ...، حديث : 3.

② المستدرك للحاكم : 609/2، حديث : 4211 و سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني : حديث : 405.

ہر مسلمان کو گالم گلوچ ،بدزبانی اور بے ہودہ گوئی کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے اور اپنی زبان کی مکمل حفاظت کرنی چاہیے اور اس سے صرف بھلائی کی بات ہی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ توفیق الٰہی کے بغیر انسان نہ کوئی نیکی کرسکتا ہے اور نہ کسی گناہ ہی سے بچ سکتا ہے۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

❁❁❁

حرفِ آخر

انسان خطا و نسیان کا پتلا ہے، ہر انسان سے غلطی اور خطا ہو سکتی ہے اور اکثر ہوتی رہتی ہے لیکن مسلمانوں کا شیوہ یہ ہے کہ جب ان سے غلطی ہوتی ہے تو فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جاتے ہیں اور توبہ و استغفار کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی خطا معاف فرما دے اور ان سے راضی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ بھی توبہ کرنے والے انسان سے بڑا خوش ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس سے گناہ ہی نہیں ہوا۔"

اسلام نے اخلاق، تہذیب، شائستگی اور عفو درگزر جیسی اعلیٰ اقدار کی تعلیم دی ہے اور گالی گلوچ کی شدید مذمت کی ہے۔ اسلام کی رو سے گالی دینے والا شخص اللہ رب العزت کی نگاہ سے گر جاتا ہے۔ اسلامی اخلاق و کردار کا حامل شخص گالی گلوچ کا ہرگز مرتکب نہیں ہو سکتا۔

گالی کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کے بارے میں ایسے کلمات استعمال کیے جائیں جو اُسے بے آبرو کر دیں۔ ایسا بالعموم لڑائی جھگڑے کے موقع پر اشتعال کی حالت میں ہوتا ہے۔ غصہ انسان کی عقل کو ماؤف کر دیتا ہے، اسی لیے وہ دوسرے انسان کو گالی دینے لگتا ہے۔

اللہ کی ذاتِ عالی پر ایمان رکھنے والے لوگ غصے اور لڑائی جھگڑے کے وقت اپنے آپ پر کنٹرول رکھتے ہیں، صبر و تحمل سے کام لیتے ہیں اور گالی گلوچ سے بہت محتاط رہتے ہیں۔ اس لیے کہ منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ جب وہ جھگڑا کرتا ہے تو گالی گلوچ کرتا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک سچا مسلمان گالی گلوچ کا مرتکب ہو کر کبھی منافقت کے گڑھے میں نہیں گر سکتا۔

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق عالیہ میں یہ خوبیاں جلوہ گر تھیں کہ نہایت صابر و شاکر تھے۔ آپ ﷺ کی زبان مبارک کبھی کسی رکیک لفظ سے آشنا نہیں ہوئی۔ آپ نے کبھی کسی کو طعنہ نہیں دیا اور گالی گلوچ کے قریب بھی نہیں پھٹکے۔ آپ ﷺ شدید غصے کی حالت میں بھی بس اتنی بات ہی فرماتے تھے:

”اسے کیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔“

رسالت مآب ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ہمیں بھی عزم کرنا چاہیے کہ گالی گلوچ سے ہمیشہ پرہیز کریں گے، لعن طعن سے بچیں گے کیونکہ یہ منافق کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ اور منافق کو جہنم کے سب سے نچلے درجے میں پھینکا جائے گا۔ پس ہمیں تو ایک سچے مومن کا کردار ہی اپنانا چاہیے۔ اسلامی تہذیب و اخلاق سے آراستہ ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا چاہیے جن باتوں کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ان پر عمل کرنا چاہیے اور منہیات سے فوراً رک جانا چاہیے۔

ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس آیا جبکہ ان کے پاس اور کچھ لوگ بھی موجود تھے، وہ بھی ان کے پاس بیٹھ گیا اور کہا: مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کے منع کیے ہوئے کاموں سے باز رہے۔

[ابوداود، حدیث:2448]

مطلب یہ کہ ایک باکردار مسلمان کے اوصاف کو اس حدیث میں جس مختصر اور جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے وہ یقیناً الہامی ہیں۔ ہر مسلمان اپنے آپ کو اس آئینے میں جانچ کر اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کس درجے کا مسلمان ہے۔